801

اللّٰہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

# مصباح

زنانہ اخبار
مہینے میں دو بار

نمبر ۲۳ جلد ۱۰

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے
ایڈیٹر: قاضی محمد ظہور الدین اکمل

۱۵- نومبر ۱۹۳۶ء — ۲۹- شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ

چندہ سالانہ دو روپے آٹھ آنے

فہرست مضامین

| | |
|---|---|
| نظم . . . . . | صہ ۲ |
| مسلمان خواتین کا تمدن اور اسمیں اصلاح کی ضرورت | ۳/۵ |
| درس القرآن . . . . . . . | ۵/۷ |
| جذبات بھاشا . . . . . | ۷/۱۱ |
| اسلامی شادی . . . . . . | ۱۱/۱۳ |
| عفو . . . . . . . . | ۱۳/۱۶ |
| رپورٹ ہائے لجنات، وصیتیں، اشتہار پھول | ۱۶/۱۷ |

جناب صالح قادیان

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ، مرتبہ لجنہ اماء اللہ۔

سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے نوٹ۔ بقلم مولوی عبدالوہاب عمر صاحب

محترمہ فاطمہ خاتون صاحبہ

" امۃ السلام صاحبہ اختر

# بحضور سیّدنا محمود

اَے ہمارے مہربان محبُوبِ ربّ العالمین
پاسبانِ دینِ احمدؐ۔ اے امامُ المتقین
اے کہ تُو وہ ہے کہ ہوں تجھ پر فدا ارض وسما
قادیاں دارالاماں ہے۔ پر شریران وطن
منتخب کردند از بہرِ فساد و کشت وخون
یہ سراسر بھُول ہے تجھ سی ہو اُمّیدِ وغا
"گالیاں سُن کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو"
گر نہ ہوتی یہ شکیب وصبر کی تلقین ہمیں
ہے یہی نوابؔ کی حق سے دُعا شام وسحر
اور ہدایت یا ہلاکت ہو نصیبِ دشمنان

اے امیرُ المؤمنین اے تاجدارِ قادیان
سیّد اقوامِ عالم نامدارِ قادیان
اے شہ والاحشم۔ اے شہریارِ قادیان
چاہتے ہیں سرکشی ہو کاروبارِ قادیان
ذاتِ والاجاہِ تو اے خوش بہارِ قادیان
صلح کار وامن جُو۔ عالی تبارِ قادیان
ہے یہی تعلیمِ احمدؑ۔ انکسارِ قادیان
کچھ نہ کچھ تو کر ہی مٹتے غمگسارِ قادیان
تا ابد باشی سلامت افتخارِ قادیان
دشمنانِ حق بھی ہوجائیں نثارِ قادیان

(عاجز نوابؔ بیگم اہلیہ شیخ فضل حق صاحب احمدی ریلوے گارڈ سہارنپور۔ یو۔پی)

# مرثیہ رضیہ مرحومہ مغفورہ

باغِ گیتی میں مثالِ غنچۂ نو خیز تھی خندہ زن ہونیسے پہلے آہ تو مرجھا گئی
ناصرہ خاتون تجھ کو آج تک ہے رو رہی آہ جس کیواسطے تو تھی ستونِ زندگی
اے رضیہ تیری شادی غم کی اک تمہید تھی
آرزوؤں کی تُو اپنی آخری اُمّید تھی
اے رضیہ صاف دِل اے کشتۂ صبر ورضا میل تیرے شیشۂ دل پر کبھی آیا نہ تھا
ہم صغیرانِ چمن ہیں غم میں تیرے مبتلا بلکہ روتی ہے تجھے دارالاماں کی کل فضا
سو گئی جو تُو۔ تو ساری آرزوئیں سوگئیں
کچھ تمنائیں جو تھیں پامالِ حسرت ہوگئیں

ناصرہ خاتون

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دار الامان مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۶ء

# مسلمان خواتین کا تمدن
اور
# اسمیں اصلاح کی ضرورت

زمانہ دراز سے طبقہ نسواں ایسا بے حس و حرکت رہا ہے کہ گویا اس میں زندگی کا کوئی نشان باقی نہ تھا۔ اور ایسی صورت میں صریحاً ناممکن تھا۔ کہ ہماری قوم سالم قوم کی حیثیت سے میدان ترقی میں اپنا قدم بڑھا سکے۔ بگڑے ہوئے خیالوں اور بُری حالتوں کیوجہ سے مردوں کے دلوں میں یہ غلط عقیدہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں۔ پیغمبر اسلام پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی تلقین کی ہے۔ کہ مردوں پر عورتوں کے بے شمار حقوق ہیں۔ اور ان حقوق کی نگہداشت کے لئے خدا اور اس کے رسول نے مفصل اور تاکیدی احکام جاری کئے ہیں۔ مگر جوں جوں قوم کی تمدنی اور اخلاقی حالت بگڑتی گئی مردوں کا طبقہ ان احکام کو فراموش کرتا گیا۔ انہیں جو حقوق مردوں کے مقابلہ میں حاصل تھے۔ وہ نظر انداز کئے گئے۔ اور ان پر علم کا دروازہ ایسا بند کیا گیا کہ انہیں یہ خبر بھی نہ رہی کہ ملک اور قوم کی ترقی کے اسباب مہیا کرنے میں فطرتاً وہ کس قدر حصہ لینے کی حقدار تھیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جاہل عورتوں کی اولاد اور زیادہ جاہل ہوتی گئی۔ اور اہل اسلام کی مذہبی اور اخلاقی زندگی کا سرچشمہ مکدّر ہو گیا۔ وہ تمدن کے صحیح اصول سے اور معاشرت کے درست طریقے بھول گئے۔ اور جو قوم سب اُمتوں سے اچھی سمجھی جایا کرتی تھی۔ وہ آخر کار سب سے حقیر اور سب سے بُری تصور کی جانے لگی۔ نہایت شکر کا مقام ہے۔ کہ سوئی ہوئی قوم نے آخر کروٹ بدل لی۔ اور اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اصلی اور پائیدار قومی ترقی کے حاصل کرنیکا سب سے پہلا ذریعہ یہ ہے۔ کہ لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی کیا جاوے۔

سچ یہ ہے کہ کہنے کو تو عورت صنف ضعیف ہے۔ لیکن جو قدرت خدا نے اس کو

بخشی ہے وہ مرد کو حاصل نہیں۔ اور نہ کبھی حاصل ہوگی۔ اور پیدائش سے لیکر جبکہ ایک پیاری رُوح نازک جسم کا خوش نما لباس پہنے عالم وجود میں آتی ہے۔ تا دم مرگ جبکہ وہ قفس عنصری سے پرواز کرکے عالم بالا کی طرف جاتی ہے۔ عورت کی ذات کا اثر انسانی زندگی پر کئی شکلوں میں اپنے جوہر دکھاتا ہے۔ بہ حیثیت دختر اور ہمشیرہ اور زوجہ اور والدہ کے ہندوستان کی مسلمان عورتوں کا پہلا اور سب سے ضروری فرض یہ ہے۔ کہ وہ اپنی بھاری ذمہ واریوں کے ساتھ قومی ترقی میں مردوں کے ساتھ نہایت گرمجوشی سے شریک ہوں۔ یہ امر صاف ظاہر ہے۔ کہ ہماری قوم ترقی نہ کرسکے گی جبتک کہ ان اسباب کو دُور نہ کیا جاوے جو اس ترقی کے سدِّ راہ ہیں۔

اوّل ہماری معاشرتی زندگی جو بہت بگڑی ہُوئی ہے۔

دوم۔ ہماری عام اخلاقی حالت جو کہ بہت کمزور ہے۔

تھوڑے سے غور و فکر کے بعد ہم میں سے ہر ایک کو یقیناً یقیناً ماننا پڑے گا۔ کہ مُسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں بیشمار نقص موجود ہیں۔ اور اسی لئے ہم میں اصلاح معاشرت کی نہایت ضرورت ہے۔ اکثر نقص ایسے ہیں، جنکی ذمہ واری سب سے زیادہ طبقہ نسواں پر عاید ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر قسم کے معاملات معاشرت پر عورت کا بہ نسبت مرد کے بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور عورت کی طبیعت فطرتاً کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ وہ انسانی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے موقعہ پر ایک رسم کا ادا کرنا نہایت موزوں سمجھتی ہے۔ یہ رسمیں گو ابتداء میں مفید ہوں لیکن حالات کے بدل جانے کی وجہ سے قوم کے لئے غیر مفید بلکہ مضر ہوجاتی ہیں۔ مثلاً ہماری شادی یا غمی کی بیشمار رسمیں جو بچے کی پیدائش سے لیکر بوڑھے کی مرگ تک ملک کے مختلف حصّوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی ہیں کہ کم ازکم سَو میں سے پچاس نہ فقط صرف بیجا کا باعث ہوتی ہیں، بلکہ ہماری اخلاقی حالت پر ان کا نہایت بُرا اثر پڑتا ہے۔ ہماری قوم کبھی ترقی نہیں کرسکے گی۔ جب تک یہ مضر اور قبیح رسمیں موقوف نہ کی جائیں گی۔ اور یہ رسمیں موقوف نہیں ہوسکیں گی۔ جب تک کہ فرقہ نسواں ان کی بُرائی کا قائل نہ ہو۔ اور ان کے رفع کرنے میں نہایت کھلے دل سے مردوں کا ساتھ نہ دے۔ میری رائے میں سب تعلیمیافتہ عورتوں کو اصلاح معاشرت میں عملی حصّہ لینے کے لئے نہایت ہمّت کے ساتھ کمربستہ ہونا چاہیئے۔ اور اصلاح معاشرت کے ساتھ جو بگڑی ہوئی حالت ہے اس کو بھی درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان دونوں کیساتھ مذہبی عقائد اور خیالات کا گہرا تعلق ہے۔

مسلمانوں کی اخلاقی کمزوری اور اس کی عام بگڑی ہوئی حالت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس کے افراد نے اپنے مقدس مذہب اور سادہ اصولوں کو چھوڑ دیا ہے۔ کہنے کو تو وہ خدا کے کلام پاک اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن دراصل خدا اور اس کے رسول کے احکام کی اصلیت کو بھول چکے ہیں۔ اور ان کا عمل صرف رسمیات شرعی پر مبنی ہے ؀

مرد عورت کے تعلقات کے متعلق جو احکام ہماری مقدس کتاب میں موجود ہیں ان پر نہ مرد عمل کر رہے ہیں اور نہ عورتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی اخلاقی خوبیوں کی بنیاد کھوکھلی ہو گئی ہے۔ اور اس کے بُرے نتیجوں کا خمیازہ زیادہ تر عورتوں کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ اور اس پر غلط عمل کرنے کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔ اور سوتے جاتے ہیں۔ اور پھر کمال یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ بھی اس مسئلہ کے درست اطلاق کیطرف توجہ نہیں کرتے ؀

صالحہ از دار الفضل قادیان

---

مصباح کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا ہر احمدی خاتون کا فرض ملّی ہے ؀

(مینجر)

---

# درس القرآن

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(سورۃ الدھر پارہ ۲۹ رکوع ۲)

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ۔

ابرار۔ بر کی جمع ہے۔ جو نیکی میں بہت زیادہ اور ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو نیکی میں بہت ترقی یافتہ ہیں۔ وہ پیتے ہیں، یا پیئینگے ایسے پیالوں سے جنکے اندر کافور کی ملونی ہوگی۔ مزاج۔ ملونی۔ کاس۔ پیالہ۔ مزاج مرکب۔ طبیعت کو مزاج اس لئے کہتے ہیں۔ کہ انسان کئی چیزوں سے مرکب ہے۔ مزاج اور مشج ایک چیز ہے۔ مشج۔ زیادہ۔ اور مزج کم۔ زیادہ۔ ملونی کے لئے مشج کہیں گے۔ اور کم کے لئے مزج۔ انسان مفرد چیزوں سے نہیں بنا بلکہ مرکب چیزوں سے بنا ہے۔ ہوا پانی۔ آگ۔ مٹی۔ ترکاریاں وغیرہ۔ اس کا مزاج کافور ہے۔ عربی زبان کی خصوصیت ہے۔ کہ ہر آگے آنیوالا حرف معنوں کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ اور پچھلے لفظ سے زیادہ زوردار ہوتا ہے۔ جیسے قد کاٹنا۔ قط کاٹنا۔ کر کاٹنا۔ قرض کاٹنا۔ قطع کاٹ دیا۔ سختی سے کاٹ دیا۔

یوں تو سب کے معنے کاٹنا ہے۔ لیکن پہلے کی نسبت اگلے آنے والے لفظوں میں زیادتی ہے۔ قطّ سے انگریزی کا لفظ کٹ بنا ہے۔

ابرار جو ہیں وہ یقیناً پیتے ہیں ایسے پانی سے جس میں کافور کی ملونی ہوگی۔ کافور کی ملونی سے مراد۔ ٹھنڈی چیز۔ نیکی کا پہلا مقام یہ ہے کہ انسان میں حسد۔ غصہ۔ جھوٹ۔ لالچ۔ کینہ وغیرہ نکلجاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ابرار کو ٹھنڈی چیز اسلئے دیگا کہ گرمی جسکا نتیجہ حد سے بڑھنا ہے۔ وہ کافور ہو جائیگی۔

یہ وہ چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے بندے پیتے ہیں۔ عیناً بدل ہے کافور کا۔ جسکو پھاڑ کرلے جاتے ہیں۔ محنت سے یعنی نیکی کے لئے مجاہدہ کیضرورت ہے۔ گناہوں پر غلبہ پانا انسان کا کام نہیں۔ اسلئے یفجرون کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں محنت سے پھاڑ کرلے جانا۔ بہترین طریق اپنے آپ کو سدھارنیکا یہ ہے۔ کہ اپنے دوستوں سے اپنے متعلق پوچھے۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وعظ سنتے ہی ایمان حاصل ہوجاتا ہے۔ ایمان حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کی ضرورت ہے۔ ایمان میں تمام اخلاق کی درستی کی ضرورت ہے۔ غصہ نہ ہو فریب نہ ہو۔ جھوٹ نہ ہو۔

یُوفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ہ

خدا سے عہد پورا کرتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلا عہد بیعت ہے۔ پہلے نذر کو پورا کرتے ہیں اور پھر بیعت کو پورا کرتے ہیں۔ اور وہ ڈرتے ہیں اُسدن سے جبکہ بُرائی پھیل جانے والی ہے۔

مُسْتَطِیْرًا۔ اُڑ جانے والی۔ پھیل جانیوالی۔ عام ہوگی۔ طار۔ اڑنا۔ طائر۔ اڑنیوالا سب پر وہ مصیبت آئے گی۔ یعنی قیامت اور دُنیاوی عذاب وغیرہ ؛

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ہ

اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبّت پر۔ مومن کی علامت ہے۔ کہ وہ کھانا کھلاتا ہے۔ اس کی محبت پر رکھ کر اسکے کئی معنے پیدا کردیئے ہیں۔ (۱) حُبّ الطعام۔ یعنی کھانے کی محبّت رکھکر۔ یعنی وہ کھانا کھلاتا ہے جو اس کو پسند ہے۔ عمدہ قسم کا۔ وہ کھانا جسکو خود اس کا نفس کھانا چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔ اصل صدقہ وہی ہے جس کو انسان پسند کرتا ہے۔ چاہتا ہے کہ خود استعمال کرے۔ ٹوٹی پھوٹی یا خراب چیز کا دینا تو کوئی صدقہ نہیں کہلاتا۔ بلکہ یہ تو لینے والوں کا تم پر احسان ہے۔ وہ خراب چیز تو تمہارے گھر میں پڑی ہوئی گھر کو خراب کر رہی تھی۔ اس کے چلے جانے سے تمہارا گھر صاف ہوگیا ؛

(۲) عَلٰی حُبِّہٖ۔ یعنی دوسرا درجہ نیکی کا یہ ہے۔ کہ وہ حبّ الطعام (یطعمون الطعام علیٰ حبّ الطعام) پر کھانا کھلاتا ہے (۲) نیکی میں اتنی ترقی کرجاتے ہیں۔ کہ ان کو کھانا کھلانے میں لذّت محسوس

ہوتی ہے۔ ایک انسان کا درجہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ سخاوت کو بہت ہی پسند کرتا ہے۔ اسے حسن سلوک میں لذّت محسوس ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں غربت بہت تھی۔ آپؐ اپنے زمانہ میں مہمانوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیتے تھے۔ افسوس ہمارے ملک میں بخل بہت بڑھ گیا ہے۔ عربوں میں یتیموں کی پرورش کیلئے انتہائی درجہ کا جوش ہے۔

(۳) حُبّہٖ۔ ہٖ کا ضمیر خدا تعالیٰ کیطرف جاتا ہے۔ حب اللہ خدا کی محبّت کیوجہ سے خدا کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں۔ اللہ کی محبّت اتنی ہو جاتی ہے کہ انکو یہ خیال آتا ہے۔ کہ یہ سب اللہ کے بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت اسقدر غالب آتی ہے۔ کہ وہ اللہ کے بندوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔

مسکین۔ سکون سے نکلا ہے۔ ٹھہرنا۔ کھڑا ہو جانا۔ جو حرکت نہ کر سکے۔ طاقت نہ ہو۔ حرکت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو کام کیلئے کوئی سامان نہ ہو۔ دُوسرا محتاج مسکین۔ لنگڑا۔ لولا وغیرہ مسافر۔ قیدی۔ یتیماً۔ یتیم جس کا باپ مرجائے کیونکہ باپ کمائی کا ذریعہ ہے۔ اور ماں کمائی کا ذریعہ نہیں۔

اسیراً۔ قیدی۔ غلام بھی شامل ہوتے ہیں اور غیر غلام بھی آجکل ہمارے زمانے میں قیدی کو کھانا کھلانے کا رواج نہیں۔ گورنمنٹ نے اسکی ذمہ واری لے لی ہے۔ قیدی کو کھانا کھلانا بھی خدا نے خاص ثواب کا ذریعہ بیان فرمایا ہے۔ پھر جب وہ کھانا کھلاتے ہیں کسی یتیم یا مسکین کو تو لوجہ اللہ۔ (باقی پھر)

# جذبات بھاشا

پر

## سیّدہ امتہ الحی رضی اللہ عنہا کی نوٹ

سیّدہ امتہ الحیؓ کو کتابوں سے بیحد محبت تھی اکثر اوقات کتب بینی کا شغف رہتا تھا۔ ایکدفعہ آپ نے جناب نیاز فتحپوری کی کتاب جذبات بھاشا منگوائی۔ اس کتاب میں بھاشا زبان کے اشعار کا اُردو ترجمہ درج تھا۔ یہ کتاب آپ کو پسند آئی۔

فارسی اور اردو شاعری میں مرد کا تخاطب مرد سے ہوتا ہے۔ مگر بھاشا میں مرد عورت کو خطاب کرتا ہے۔ اور عورت مرد سے مخاطب ہوتی ہے یہ چیز فطرت کے عین مطابق ہے۔

دُوسری دلکش خصوصیت بھاشا میں یہ ہے۔ کہ عموماً بیوی خاوند کو خطاب کرتی ہے۔ اور اس چیز کا دیگر زبانوں کی شاعری میں فقدان ہے۔

بھاشا زبان بیحد شیریں زبان ہے۔ اسلئے تغزل کے لئے بہت موزون ہے۔ بھاشا زبان سراسر ترنم ہے۔ مَیں اس کے چند دوہے (اشعار) ناظرات مصباح کی دلچسپی کیلئے یہاں درج کروں گا۔

اُردو شاعری میں بہت مدت تک یہہ نقص رہا۔ کہ اُردو شعراء گل و بلبل کا تذکرہ بہت کثرت سے کرتے رہے۔ حالانکہ وہ ایرانی بلبل ہمارے ملک میں کہاں جس کے متعلق یہ کہا جاتا

ہے۔ کہ پھول پر چہک چہک کر بیہوش ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں موسم برسات کی رعنائیاں۔ نیلے اور سفید بادلوں کی رنگینیاں۔ سیاہ راتوں کی بجلیاں اور بادلوں کی گرج جس سے کئی نازک دل دہل جائیں۔ یہ چیزیں کیا کم تھیں جو ہمارے شعراء کو غیر ملکی خیال کو لینے کی ضرورت پڑی۔ عورت کے شرم و حجاب، اور خودداری وغیرت کے جذبات لطیفہ کو بھاشا شاعری میں بہت دلکشی سے بیان کیا گیا ہے ؛

تلسی داس اور سور داس اور کالیداس بھاشا کے مشہور شاعر گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے وقت میں نہایت پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔

کتاب جذبات بھاشا کے مطالعہ کے بعد بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ بھاشا زبان سے جناب نیاز نے جن دوہوں کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ وہ خیالات اور تخیل کے اعتبار سے بالکل نئے اور اچھوتے ہیں۔ یا کم از کم اردو زبان کی شاعری میں یہ خیالات موجود نہیں۔

سیدہ امۃ الحیؓ کو اُردو زبان، کے لٹریچر پر بہت عبور تھا۔ انکو اس دعوے کی صحت پر اعتراض تھا۔ چنانچہ انہوں نے کتاب "جذبات بھاشا" کے حاشیہ پر اُردو شعراء کے کلام سے وہ اشعار درج کر دیئے جن میں انہیں جذبات کا اظہار تھا جنہیں بھاشا کے دوہوں میں بیان کیا گیا تھا۔

بھاشا نہایت شیریں اور سریلی زبان ہے۔ اس میں اِظہار جذبات عموماً عورت کیطرف سے ہوتا ہے۔ عورت سراپا شعریت ہے۔ پھر ہندوستان کی عورت وفا کی دیوی اور محبّت پرست جب اظہار جذبات اس کی طرف سے ہوگا۔ تو ظاہر ہے۔ اس میں زیادہ تاثیر ہوگی ؛

## نذر اقبال

کتاب جذبات بھاشا پڑھنے کے بعد سیدہ امۃ الحیؓ کی ذہین طبیعت نے بہت جلد بھاشا زبان کو سمجھنا شروع کر دیا۔ اور انہوں نے اس کتاب کے آخر میں بہت سے دیگر دوہے بھی درج کئے ہیں ؛

کتاب "جذبات بھاشا" کے شروع میں سیدہ مرحومہ کی قلم سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں :۔

"اُس کی خدمت میں جسے اقبال کہتے ہیں میں ان اوراق محبت کو حقیقی جذبۂ اُلفت کیساتھ پیش کر کے قبولیت کی امیدوار ہوں"

یہ اقبال جناب شیخ فضل حق صاحب بٹالہ کی بہن تھیں۔ آپ مرحومہ کی بے انتہا پیاری سہیلی تھیں۔ محترمہ اقبال کی زندگی نے بھی وفا نہ کی۔ اور سیدہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آپکی رُوح بھی اس خاکی جسم سے جُدا ہو کر اپنی محبوب سہیلی سے جا ملی ؛

### بھاشا زبان کے دوہے

اب ہم کتاب "جذبات بھاشا" سے چند دوہے درج

کرتے ہیں اور ان کا ترجمہ بھی۔

؎ کت درگ بھرے سیال مم آیو بھایو نہیں
ڈالے ورگن پکھال ملن بھیئے تو دُرشن بن

اِس دوہے کے پہلے مصرعہ میں تخاطب مرد سے ہے۔ اور دوسرے میں عورت کیطرف سے اس کا جواب ہے۔ شوہر جو عرصہ کے بعد پردیس سے لوٹ کر آیا۔ تو فرطِ مسرت سے بیوی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس حالت کو دیکھکر شوہر کہتا ہے۔ کہ:۔

"تمہاری پُر آب آنکھیں کیوں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے میرا آنا شاید ناگوار ہوا ہے"

وہ جواب دیتی ہے۔ کہ وہ یہ بات نہیں بلکہ میری آنکھیں جو تمہارے فراق میں بیمار ہو گئی تھیں۔ آج تمہارے آنے سے صحتیاب ہوئی ہیں۔ یہ ان کا غسل صحت ہے"

سیدہ مرحومہ نے اس دوہے کے حاشیہ میں ایک مثنوی سے اس کا ترجمہ درج کیا ہے وہ یہ ہے:۔

روز روتی تھی جس کی فرقت میں
اشک بہنے لگے مسرت میں
ہنس کے شوہر نے چھیڑ سے پوچھا
میرے آنے سے کیا ہوئی ایذاء
دل کے چشمے یہ کیوں اُبل آئے
اشک کیوں دفعتاً نکل آئے
سُن کے شوہر کا یہ عجیب خیال
عرض کرنے لگی وہ دل کا حال
بولی آنکھیں تھیں ہجر میں خون بار
ہو گئیں تھیں فراق میں بیمار
تابشِ حسن نے دوا بخشی
لذّتِ دید نے شفاء بخشی
میری آنکھوں میں یہ جو آنسو ہیں
ان میں صد ہا خوشی کے پہلو ہیں
پردۂ اشک میں مسرت ہے
آج آنکھوں کا غسل صحت ہے

ایک نازنین جسکا شوہر پردیس میں ہے۔ بناؤ سنگار کر کے کوٹھے پر چاند دیکھنے چڑھی۔ تو اُس کی ہم سن لڑکیوں نے چھیڑنا شروع کیا۔ کہ یہ پھبن کس لئے ہے۔ وُہ جواب دیتی ہے کہ:۔

؎ آج چندرماں ورج ہے جگ چنوت چھوں اور
ہمرے اور واتر کے نین بھیئے اک ٹھور

"آج ہلال نکلنے والا ہے۔ اور اک زمانہ اسکو دیکھتا ہے۔ کیا عجیب ہو کہ میری اور اس (پیارے) کی نگاہیں اسی طرح آپس میں مل جائیں"

سجن سگارے جائینگے اور نین مرینگے روئے
بندھنا ایسی کیجیو کہ بھور کبھو نہ ہوئے

"صبح کو میرے پی جانے والے ہیں۔ اس لئے جو حالت میری آنکھوں کی کثرت اشکباری سے ہونیوالی ہے، ظاہر ہے۔ سو بار خدایا اس رات کو اس قدر طویل کر دے کہ صبح ہی نہ ہوئے"

رحمن دھاگا پریم کا جن توڑو چٹکائے
ٹوٹے سے جڑے نہیں بیچ گانٹھ پڑ جائے

"رشتہ محبت کو نہ توڑو- کیونکہ ایک بار ٹوٹنے
کے بعد اول تو اس کا جوڑنا محال ہے- اگر کسی
طرح جڑ بھی گیا تو بیچ میں گرہ ضرور پڑ جائیگی"

برست مینہ اچھیہ اتی ابن رہی جل پور
پتھک تہوٗ، تو گر پیتے اڑھت بھبھورن دھور

"شوہر کے موجود نہ ہونے سے موسم برشگال جسمیں
جذبات کی کوئی انتہا نہیں رہتی- نہایت بے لطف
گذر رہا ہے- اتفاق سے ایک (پتھک) راہگیر
اس طرف جانے والا جو مل گیا ہے تو اس سے
کہہ رہی ہے- او میاں مسافر برسات کا حال
تو تم دیکھ رہے ہو کہ کثرت بارش سے تمام
دُنیا جل تھل ہو رہی ہے- لیکن اگر وہ ملیں
تو تم ان سے کہہ دینا- کہ اس بھری برسات میں
تمہارے دروازے پر تو خاک ہی اُڑ رہی ہے"
خاک کا اڑنا نہ صرف حسن بیان ہے بلکہ
دردمندانہ اور بے کیف حالت کی سچّی تصویر ہے۔

اب ہم ان دوہوں کو درج کرتے ہیں
جو سیّدہ امتہ الحیؓ نے اپنے خوبصورت خط سے
کتاب کے آخر میں درج کئے ہیں- اس سے
مترشح ہوتا ہے- کہ کتاب جذبات بھاشا کے
مطالعہ کے بعد سیّدہ مرحومہ کو بھاشا زبان کے
مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا ہو گا- اور آپؓ نے
اِس قسم کے لٹریچر کی دیگر کتب بھی مطالعہ فرمائی ہونگی-

دِلّی شہر سُہاؤنا اور برسے کنچن نیر
سب کے کنتھ بٹور کے لے گیو عالمگیر

دِلّی ایک بڑا خوش آیند شہر ہے جہاں
سونے کا مینہ برس رہا ہے- یعنی دولت بہت
ہے- مگر یہ دولت کس کام کی- عالمگیر بادشاہ
سب کے شوہر سمیٹ کے فوج میں بھرتی کر کے
لے گیا ہے- یہ دوہا عالمگیر کی خدمت میں انہوں نے
بھجوایا تھا- عالمگیر نے جواب میں یہ بھجوایا-

بیٹھی رہو قرار سے مَنْ میں راکھو دھیر
صاحب سے منتی کرو مڑیں عالمگیر

"بیتاب نہ ہو- صبر کئے بیٹھی رہو- اور خدا سے
عاجزی سے التجا کرو- کہ عالمگیر فتح پا کر واپس
آوے"۔

کچھ مدت کے بعد پھر یہ دوہا انہوں نے بھجوایا-

سونا لاون پی گئے سونا کر گئے دیس
سونا ملا نہ پی ملے، میرے روپا ہو گئے کیس

پی تو سونا لینے یعنی کمانے چلے گئے- اور ہماری
(سدھ) خبر نہ لی- یہاں انتظار میں سیاہ گیسو سفید
ریبہ سے ہو گئے ہیں- اِس کے جواب میں عالمگیر
نے پھر یہ جواب بھجوایا-

داڑھی تھی، سوسَن، بھئی، آنکھیں بھئی سرلیش
جیسے کنٹھا گھر رہے ویسے رہے بدیش

اپنے بڑھاپے کا غم نہ کرو- یعنی تمہارے خاوند جوان
گبھرو تھے وہ بھی بوڑھے ہو گئے- اور داڑھی کے
بال سَن کی طرح سفید ہو گئے ہیں۔

پیتم تیں مت جانیو تو ہے بچھڑے موہی چین
گیلے بن کی لاکڑی سُلگت ہوں دن رین

پیارے خاوند یہ مت سمجھنا کہ تمہاری جدائی میں چین سے بسر ہوتی ہے۔ نہیں بلکہ گیلی لکڑی کی طرح دن رات سلگتی رہتی ہوں ؛

سپنے میں موہے پی ملے کرنہ سکی کچھ بات
سوتی تھی روتی اٹھی مَلت رہی دو ہاتھ

خواب میں میرے شوہر مجھے ملے مگر دو باتیں بھی کرنے نہ پائی تھی۔ کہ آنکھ کھل گئی۔ کیا تو پڑی سو رہی تھی کہ رونے لگ گئی۔ اور کف افسوس ملتی رہگئی ؛

ارے پپیہے کلمہرے دیت کٹے پرنون
پیا میرا میں پیا کی تو پیا کہے سو کون

ارے پپیہا تو پی پی کہنے والا کون تھا۔ پی تو میرے ہیں میں کہوں نہ کہوں تجھے کیا ؛

کاجل ڈالو کرکرا اور سرمہ دیا نہ جائے
ان نین میں پیا بسیں دوجا کون سمائے

میں آنکھوں میں کاجل لگاتی ہوں تو کرکرا لگتا ہے۔ سرمہ میں گھلتا نہیں۔ بات یہ ہے کہ جن آنکھوں میں کوئی بسے وہاں پھر گنجائش کہاں۔

کاگا نین نکاس دو جو پیا پاس لیجائے
پہلے درشن دکھائیو پاچھے لیجو کھائے

اے گوشت خور کوّے اگر تو بھوکا ہے تو میری دونوں آنکھیں لے لے۔ شرط یہ ہے کہ میرے (پیتی) خاوند کے پاس پہلے جانا ہوگا۔ میں دیدار کرلوں پھر شوق سے کھا لیجو۔ ایک پنتھ دو کاج ہو جائینگے تیرا پیٹ بھر جائیگا اور میری تسلی ہو جاویگی ؛

کتاب جذبات بھاشا کے آخر میں خالی اوراق پر سیدہ مرحومہ نے چند نصحیت آموز اشعار بھی درج کئے ہیں۔ نمونتاً دو شعر لکھے دیتا ہوں۔

عیش ہو جس کا نتیجہ وہ مصیبت اچھی
جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

---

جھکے آپ جو اس پہ جھک جائیے
رکے آپ سے اُس سے رُک جائیے

والسلام۔ مرحومہ کا بھائی
عبدالوہاب عمر

---

# اسلامی شادی

---

مجھے اکثر اوقات مسلمانوں گھرانوں میں شادی کے موقعہ پر جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور وہاں کے حالات دیکھکر میں نے چاہا کہ اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میرا سوال مسلمانوں سے یہ ہے کہ آجکل ایک لڑکے یا لڑکی کی شادی پر جو بیہودہ رسومات اختیار کی جاتی ہیں۔ اور جو زر کثیر پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایک لڑکی کو اس قدر جہیز دیا جاتا تھا جتنا کہ آجکل؟ لیکن جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ اسوقت کی شادیاں نہایت سادگی سے سرانجام پاتی تھیں۔

جن میں تکلف کا نام بھی نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ کی شادی جب آنحضرتؐ کے ساتھ ہوئی تو بالکل سادہ تھی۔ معمولی نکاح کے بعد رخصت کردی گئیں۔ آپ اس وقت باہر کھیل رہی تھیں کہ آپکی والدہ نے اندر بلایا جہاں انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں۔ اُنہوں نے منہ دھلاکر معمولی لباس پہنایا اور آنحضرتؐ کے گھر لے آئیں۔ نہ مہینوں طیاری کو لگے نہ وہاں سارے شہر کو جائے دعوت دی گئی۔ اور نہ ہی دلہن کو سنوارنے میں گھنٹوں وقت صرف کیا گیا۔ اسی طرح آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو وہ بھی نہایت سادہ اور معمولی تھی۔ اور آپکے حصہ میں جو جہیز آیا۔ وہ یہ تھا۔ ایک چارپائی جو کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی۔ اور چمڑے کا بستر ایک چکی اور دو مٹی کے گھڑے اور زیور جو تھا وہ دو چاندی کے بازو بند تھے۔ یہ جہیز تھا جو ہمارے سردارؐ نے اپنی بیٹی کو دیا۔ نہ وہاں سامان سے بھرے ہوئے بڑے بڑے ٹرنک اور پیٹیاں تھیں۔ نہ سونے چاندی کے برتنوں کے سیٹ، نہ زیورات اور سنہری جوڑے تھے۔ میرے خیال میں ایک مسلمان بی بی کی شادی اسی قدر اہتمام چاہتی ہے۔ مگر آجکل ایک لڑکے یا لڑکی کی شادی جن مسرفانہ مصارف اور مشرکانہ مراسم کی جامع ہے۔ اسلام اس کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح کرنے سے آپ صرف دنیا والوں کو خوش کرسکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں خدا اور اس کے رسولؐ کی تعلیم کی نافرمانی ہے۔ اور پھر قیامت کے دن حساب کتاب لیتے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں پوچھنا کہ آپنے اپنی لڑکی کو جہیز میں بھاری اور قیمتی سامان کیوں نہ دیا۔ اور رخصتانہ پر سارے شہر کو مدعو کیوں نہ کیا۔ یا لڑکے کی شادی پر تھوڑا خرچ کیوں کیا کیوں نہ ہزاروں روپے کے زیورات۔ اور کپڑوں کے لئے مصالح وغیرہ خریدا اور ولیمہ کی دعوت میں سارے شہر کو بلاکر اعلیٰ کھانے نہ کھلائے۔ اُس نے تو یہی سوال کرنا ہے کہ تم نے آخرت کے لئے کیا کمایا۔ کیا غرباء کو کپڑے دیئے۔ کھانا کھلایا۔ اور ہمسائیوں سے نیک سلوک کیا۔ اور اسی قسم کے اور سوالات ہونگے:

ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اُس زمانے میں اِس قدر مال وزر نہ تھا جو اتنی سادگی اختیار کیجاتی تھی میرے خیال میں تو جتنا مال اس وقت کے مسلمانوں کے پاس ہوتا تھا۔ اس کا نصف بھی آجکل کے مسلمانوں کے پاس نہ ہوگا لیکن وہ مال وزر اس طرح فضول کاموں میں خرچ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ وہ قوم کی فلاح و بہبودی اور یتیموں اور مساکین پر صرف ہوتا تھا:

آجکل تمام قومیں کچھ نہ کچھ ترقی کر رہی ہیں۔ ایک نہیں کرتے تو مسلمان ہیں۔ اس کی وجہ

یہی ہے۔ کہ وہ اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو کچھ بھول چکے ہیں۔ اور کچھ بھولتے جاتے ہیں۔ انسان نماز روزہ ادا کر کے اور چندہ وغیرہ دے کر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ وہ اس تعلیم کی جو ہمارے آقا نے ہمیں دی ہے۔ پوری طرح پیروی نہ کرے۔ اور اسی تعلیم میں سے ایک ہدایت یہ بھی ہے۔ کہ شادی میں سادگی اختیار کریں۔ مثلاً اسلامی شادی صرف اتنا اہتمام چاہتی ہے۔ کہ نکاح والا معمولی نکاح اور رخصتانے کے بعد ولیمہ کی دعوت کرے۔ اور اپنے چند عزیزوں اور دوستوں کو کھانا کھلائے ہاں لڑکی کے والدین اگر زیادہ امیر ہوں تو اتنا کر سکتے ہیں۔ کہ لڑکی کے نام جائیداد جو زمین مکان یا روپیہ کی صورت میں ہو لگوا سکتے ہیں۔ یہ جائیداد اس سامان سے جس کے دینے سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو ہزار درجہ بہتر ہو گی۔ پھر آجکل یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسی شادیاں اکثر کامیاب نہیں ہوتیں۔ لڑائی جھگڑے پڑے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ میرے خیال میں یہی ہو گی۔ کہ وہ اسلام کے احکام کے خلاف کرتے ہیں۔

دُعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ اور ان کو صحیح معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام احمدی بھائی اور بہنوں کو طاقت بخشے کہ وہ مسلمانوں کو پستی کی طرف گرنے سے بچائیں۔ اور اسلام کی صحیح تعلیم کی روشنی سے ان کے دماغوں کو منور کر دیں۔ آمین

(خاکسار فاطمہ خاتون از قادیان محلہ دارالرحمت)

# عفو

اخلاقیات کے اسباق میں سے پہلا سبق عفو کا ہے۔ جب ایک شخص کو کسی دوسرے شخص سے ایسی تکلیف پہنچے کہ جس کا بدلہ اسے قانوناً اور مذہباً لینے کا حق حاصل ہو۔ لیکن وہ شخص اس کو معاف کر دے۔ اور اس اپنے حق کو چھوڑ دے۔ تو اس نیک عمل کو عفو کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ؕ واللہ یحب المحسنین (سورۃ آل عمران رکوع ۱۴) اور جو دبانیوالے ہیں غصے کو اور درگذر کرنے والے ہیں لوگوں سے۔ اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والے کو۔

پھر فرمایا۔ وجزآؤا سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہٗ علی اللہ انہٗ لا یحب الظٰلمین (سورہ شوریٰ رکوع ۴) اور بدلہ بُرائی کا بُرائی ہے مانند اس کے مگر جس نے معاف کیا۔ اور اصلاح کی تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ یقیناً اللہ نہیں پسند کرتا ظالموں کو۔ ان آیات میں عفو کی تعلیم

کو وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عفو کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ قرآن مجید اور دُوسری کتابوں کی تعلیموں میں عظیم الشان فرق یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب میں ایک خصوصیت کو مدنظر رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی مسئلہ عفو کے متعلق عیسائیت کی تعلیم کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ عیسائیت کی تعلیم ناقابل قبول ہے۔ چنانچہ متی باب ۵ آیت ۳۹ میں عفو کی تعلیم کو اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ "جو تیرے دہنے گال پر ایک تھپڑ مارے تو اپنی دوسری بائیں گال بھی اس کی طرف پھیر دے"۔

اِسی طرح دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ یہودیوں میں عفو کا نام نہیں بلکہ سزا ضرور قرار دی گئی ہے۔ لیکن قرآن مجید کی تعلیم نے اس افراط اور تفریط کو اس طرح بیان کیا اور فرمایا کہ معاف کرو۔ لیکن وہ معافی ایسی ہو کہ اُس سے اصلاح ہوتی ہو۔ اگر اصلاح مدنظر نہ ہو اور یہ سمجھا جائے کہ درگذر سے دوسرا شخص زیادہ ظالم ہو جائے گا۔ اور جابر ہو جائے گا۔ تو اس کے متعلق فرمایا۔ کہ اس کا بدلہ پورا پورا لیا جائے۔ ہر وہ شخص جو مومن ہو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے بصیرت دی ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ کس موقعہ پر معاف کرنا اچھا ہوگا۔ اور کس موقعہ پر سزا کا دینا مناسب ہوگا:۔

اگر یہودیوں کی طرح ہر موقع پر پورا پورا بدلہ لینا ہوتا۔ تو بعض ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ جب یہ بات مناسب سمجھی جاتی ہے۔ کہ اسوقت درگذر سے کام لیا جائے۔ اور اگر آئندہ ایسی ہی بات سرزد ہوئی تو سزا دی جائے گی۔ لیکن پورے پورے بدلے کی صورت میں یہ بات ناممکن ہوتی ہے۔ اسلام تو لوگوں کی اصلاح کا طالب ہے۔ اور افراط تفریط سے دُور رہ کر سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ تا انسان کامیاب ہو۔ پس اندریں حالات اِسلام کی تعلیم مکمل تعلیم ہے۔

ان آیات بالا سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام اس امر کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ سزا قصور سے زیادہ دی جائے۔ بلکہ سزا اس قسم کی دیجائے جس قسم کا قصور ہو۔ اور اسلام اس امر کی اجازت بھی نہیں دیتا کہ سزا اس قسم کی ہو جو اس کے اخلاق پر بُرا اثر ڈالے اور وہ بجائے اصلاح کے بگاڑ کا موجب ہو۔ اسلام تو چاہتا ہے۔ کہ بدی کو دُور کرے۔ پس بدی کو دُور کرنے کے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں:۔

اوّل[۱] درگذر اور دوئم[۲] سزا۔ اِسلام درگذر کو جبکہ درگذر کرنا مناسب ہو اخلاق کا بلند ترین درجہ سمجھتا ہے۔ اور سزا کو جبکہ سزا مناسب ہو ویسا ہی درجہ دیتا ہے۔ لیکن اگر سزا نامناسب ہو۔ اور درگذر کرنا ہو۔ تو وہاں سزا دینا تو ظالموں میں سے بنا دیتا ہے۔ اور جہاں درگذر کرنا نہ ہو اور سزا دینی ہو۔ تو اس وقت درگذر کرنا ظالموں سے بنا دیتا ہے:۔

208

اِس تعلیم کا عورتوں پر جو اثر ہونا چاہیئے وہ ابھی تک نہیں ہُوا۔ مائیں اپنی اولاد سے بلاوجہ درگذر کا کام لیتی ہیں۔ اور سمجھتی ہیں کہ عفو کر رہی ہیں۔ یہ ہرگز ہرگز درست نہیں۔ عفو تو اِصلاح کے لئے ہے۔ ایک لڑکا چوری کر کے کچھ لاتا ہے۔ اور اس کی والدہ بزعم خود عفو سے کام لے تو درحقیقت یہ عفو نہ ہوگا بلکہ ظلم ہوگا۔ اور ماں کا سزا دینا عفو ہوگا۔ دنیا میں جرائم کی اس قدر کثرت ہے۔ کہ جب دیکھیں تو دل دہل جاتا ہے۔

میرے خیال میں یہ جرائم عفو کے غلط استعمال ہوتے ہیں۔ مائیں جانتی ہیں کہ ان کا بیٹا بُری صحبت میں بیٹھتا ہے۔ لیکن یہ کہکر کہ بڑا ہو کر خود ہی سمجھ جائے گا۔ درگذر کرنے لگتی ہیں۔ تو سمجھ لیجئے کہ وہ ماں یقیناً مجرم ہے۔ اِسی طرح بیٹا یا بیٹی نماز میں سستی کرتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا تو پڑھنے لگ جائے گا درگذر کرتی ہیں۔ تو یقیناً وہ اپنے لئے دوزخ تیار کر رہی ہیں ؛

پس عفو کا غلط استعمال ہی مجرم بنانیکا باعث ہوتا ہے۔ تو ہم کو کبھی بھی عفو سے یہ مراد نہیں لینی چاہیئے۔ بلکہ ہم کو وہ حقیقت سمجھنی چاہیئے جس کو اسلام اور قرآن مجید پیش کرتا ہے ؛

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اِس معاملہ میں ظاہر ہے۔ کہ جب کفار مکّہ، فتح مکہ کے بعد آپؐ کے سامنے پیش ہوئے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عفو کا وہ بہترین نمونہ دکھایا کہ آج تک دُنیا ایسی نظیر نہیں پیش کرسکی۔ وہ لوگ جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں۔ کہ ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا خون کر کے چھوڑیں گے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے امیر حمزہ کو شہید کر کے ان کے کلیجہ کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے رسولِ خدا کی بیٹی پر ہاتھ اُٹھایا۔ اور اسکی وفات کا باعث ہوئے۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے بنو ہاشم کو تین سال قید میں رکھا۔ کہ جہاں نہ پانی نہ روٹی۔ غرضیکہ وہ سب لوگ سامنے تھے جنہوں نے ہر قسم کے ظلم کو صحابہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر روا رکھّا۔ لیکن اس خدا کے پیارے نے لا تثریب علیکم الیوم فرما کر عفو کا کامل نمونہ دکھایا ؛

پھر اُس کے مظہر پیارے مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آج ہماری آنکھوں کے سامنے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات ہے۔ لیکن جہاں عفو کا کامل نمونہ ہم پاتے ہیں وہاں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی شخص سے کوئی گناہ ایسا سرزد ہو جائے۔ جس کے درگذر کرنے پر اصلاح نہ ہوتی ہو۔ تو اُس وقت یہی عفو کے کامل نمونہ دوبارہ حقیقی عفو بن جاتے ہیں۔

ان پیاروں کی کئی باتیں ہیں جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کا کام ہیں۔ پس ہم کو چاہیئے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اور حقیقی عفو کو قائم کر کے اِصلاح کا دور دورہ کریں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ۔ (امۃ السلام اختر دینیات کلاس نصرت گرلز ہائی سکول قادیان)

## نمائش دستکاری و شکریہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

گذشتہ سال کی طرح اب بھی سالانہ جلسہ پر انشاء اللہ نمائش ہوگی۔ آپ برائے مہربانی دستکاری کی اشیاء سیدہ حضرت اُمّ طاہر احمد صاحبہ سیکرٹری لوکل لجنہ اماء اللہ کے نام پر ارسال فرماویں۔ چیزیں یکم دسمبر تک پہنچ جائیں۔ حد دس دسمبر ہے۔ جو چیزیں وقف ہوں ان کی چٹ پر وقف تحریر فرماویں۔ ہر چیز پر چٹ ضرور لگائی جاوے جس پر چیز کی اصل اصل لاگت لکھی ہو۔

چیزوں کی اُجرت اسلام کیلئے وقف ہے۔ اس لئے اصل لاگت پر ایک پائی بھی نفع لگانا آپ کے لئے جائز نہ ہوگا۔ چیزوں کے ساتھ تفصیلی خط ضرور ہونا چاہیئے۔

گذشتہ سال مندرجہ ذیل مقامات سے چیزیں دستیاب ہوئیں۔ (۱) قادیان (۲) حیدر آباد دکن (۳) شیخوپورہ (۴) لاہور (۵) شاہدرہ۔ مقامی لجنہ اماء اللہ اُن بہنوں کی بہت بہت مشکور ہے جنہوں نے گذشتہ سال کی نمائش میں اشیاء بھیجکر نمائش کی رونق کو دو بالا کیا۔ امید ہے کہ آئندہ نمائش کے لئے آگے سے بڑھکر کوشاں ہونگی۔ اور اشیاء ارسال فرماکر رونق بڑھانے میں سبقت دکھائیں گی۔ والسلام

(مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم)

## رپورٹ ہائے لجنات اماء اللہ

### لجنہ اماء اللہ قادیان

لوکل لجنہ اماء اللہ قادیان کا ماہواری جلسہ ۲۹/۱۰/۳۶ بروز جمعرات زیر صدارت خاکسارہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم رضیہ بیگم بنت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے کی نظم امۃ الرحیم و رقیہ نے پڑھی۔ بعد ازاں حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے تقریر فرمائی جو مندرجہ ذیل موضوع پر تھی: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی اطاعت، نمازوں کا بروقت ادا کرنا۔ نیز شرعی احکام کی پابندی وغیرہ۔ اس کے بعد جنت بیگم نے نظم سُنائی۔ بعدہٗ سیدہ امۃ الرشید صاحبہ نے صفائی کے فوائد پر مضمون پڑھا۔ پھر نصیرہ بیگم بنت ماسٹر مولا بخش صاحب نے خصوصیت اسلام پر تقریر کی۔ شکریہ اور دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم وائس پریذیڈنٹ لوکل لجنہ اماء اللہ قادیان)

## لالہ موسیٰ میں لجنہ اماء اللہ کا قیام!

احمدیہ مستورات لالہ موسےٰ کی خوش نصیبی سے پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ گجرات باوجود ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے اور مصروفیت کار کے لالہ موسےٰ تشریف لائیں۔ اور بذریعہ رقعہ جات تمام عورتوں کو جامعہ احمدیہ مسجد میں بلانے کی دعوت دی۔ چنانچہ

۲۶ ۱۱ بروز اتوار مسجد مذکور میں بوقت ۸ بجے صبح لجنہ اماء اللہ لالہ موسےٰ کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترمہ برکت بی بی صاحبہ (پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ گجرات) منعقد ہوا۔ محترمہ صالحہ بیگم صاحبہ بنت غلام رسول صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ اسکے بعد مجموعی طور پر درود شریف پڑھا گیا۔ بعد ازاں خاکسارہ و عائشہ بی بی و انور جان صاحبہ نے فرداً فرداً نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ مذکورہ نے انسانی پیدائش کی غرض کے موضوع پر نہایت مؤثر پیرایہ میں ایک مدلل و جامع تقریر سے سامعین کے دلوں کو مسحور کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کے قائم کرنے کی دعوت دی۔ جس کو بہنوں نے بخوشی منظور کیا۔ بعد ازاں خاکسارہ نے احمدی عورتوں کے فرائض پر مضمون پڑھا۔ بعد میں مندرجہ ذیل عہدہ داران کا انتخاب ہوا:۔

پریذیڈنٹ۔ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد قاسم صاحب۔

سیکرٹری۔ شریف بیگم صاحبہ بنت محمد رمضان صاحب۔

محصل۔ سلمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب

معاون محصل۔ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ فضل الٰہی صاحب۔

محاسب۔ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ برکت اللہ صاحب

منتظم جلسہ۔ عائشہ بی بی صاحبہ ملک غلام رسول صاحب

بعد دعاء جلسہ برخاست ہوا ؛

(خاکسارہ شریف بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لالہ موسےٰ ضلع گجرات)

# وصایا

۴۵۷۷: منکہ رقیہ بیگم بنت محمود اللہ شاہ صاحب زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال قوم سید عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ جون ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس جڑاؤ اور طلائی زیور جس کی قیمت اندازاً مبلغ -/-/۵۰۰ ہے۔ اس زیور کے علاوہ میرا حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ ہے۔ جو بذمہ خاوند ہے۔ یعنی میرا کل اثاثہ اسوقت مبلغ دو ہزار پانچ سو روپیہ -/-/۲۵۰۰ ہے۔ اس کی میں دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اگر مجھے مزید جائیداد آئندہ حاصل ہو یا ثابت ہو۔ تو اسکے ترکہ کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں ؛ فقط

گواہ شد:۔ محمود بیگ قادیان بقلم خود ؛ الموصیہ:۔ سیدہ رقیہ بیگم زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ؛ گواہ شد:۔ فتح محمد سیال

۴۶۳۶: منکہ امۃ الرحیم عطیہ بنت ڈاکٹر بدرالدین صاحب احمدی زوجہ صوفی مطیع الرحمان بنگالی قوم شیخ پیشہ مبلغ ساکن قادیان تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ اس وقت میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ مہر نقد -/-/۱۰۰۰ روپیہ۔ زیورات قیمتی -/-/۴۰۰ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک سو روپیہ نقد موجود ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ ان رقوم کا اور وفات کے وقت جو مالیت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ؛

گواہ شد:۔ خاکسار ڈاکٹر بدرالدین احمدی والد موصیہ ؛ العبد:۔ امۃ الرحیم عطیہ ؛ گواہ شد:۔ مطیع الرحمان بنگالی زوج موصیہ ؛

# مت پڑھیئے!

## نہیں تو آپ بھی فیسترین پر فریفتہ ہو جائینگے

بیگم خواجہ جلال الدین صاحب عزیز منزل لاہور
سے تحریر فرماتی ہیں: فیسترین چہرے کیلئے سب سے بہتر کریم پائی گئی ہے
مجھے فخر ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی اب اس قسم کی چیزیں
بننے لگی ہیں جو انگلینڈ اور یورپ کی دوائیوں کو
مات کر دیں۔ فیسترین بلاشبہ بہترین کریم ہے۔
قادر مطلق اس اکسیر کے موجد کو سلامت رکھے"

## فیسترین رجسٹرڈ

کیلوں، چھائیوں، سیاہ داغوں، بھورے تلوں، درد، خارش
لوکل مور وغیرہ چہرے اور جلد کی تمام بیماریوں کا سو فیصدی
کامیاب علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک
بذمہ خریدار۔ اہل لاہور بیلی رام اینڈ برادرس اور شیخ
عنایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ انارکلی سے خریدیں؛

## فیسترین سنو

دن کے سنگار اور محافظت حسن کیلئے خوشبودار فیسترین سنو
سے بڑھکر کوئی سنو نہیں۔ یہ جلد کو ملائم کرتی ہے خوبصورتی
کو بڑھاتی ہے۔ جلن کو دور کرتی ہے۔ فیسترین رجسٹرڈ
کیساتھ اس کا استعمال ازحد مفید ہے؛ قیمت آٹھ آنے ۸ر
محصول ڈاک بذمہ خریدار؛

# فیسترین آٹو

یہ روح پرور۔ جانفزا۔ فرحت بخش عطر ہماری
تازہ ایجاد ہے۔ قیمت چھوٹا سائز آٹھ آنے (۸ر)
بڑا سائز ایک روپیہ (عہ)

# عورتوں کی تندرستی کی محافظ

UTRONE

## یوٹرون رجسٹرڈ Rgd.

طبقہ نسواں کی خاص بیماریوں کا واحد علاج ہے۔
یہ ایام ماہواری کی خرابیوں کو مثلاً کمی خون حیض۔
زیادتی حیض۔ بندش حیض۔ حیض کا درد یا تکلیف
سے آنا۔ سیلان۔ رطوبت۔ ہسٹیریا و باؤ گولہ۔
درد سر۔ درد کمر۔ درد پیڑو وغیرہ کا شرطیہ علاج ہے۔
یوٹرون رجسٹرڈ مستورات کے لئے بہترین
مقوی (ٹانک) ہے۔ اور بے اولاد بیبیوں کو
بااولاد کرنے میں اکسیر سے کم نہیں۔ خوراک قلیل
ذائقہ شیریں۔ قیمت دو روپیہ۔ محصول ڈاک
بذمہ خریدار؛

## ملنے کا پتہ: فیسترین فارمیسی مقام مکتسر فیروزپور پنجاب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سلسلہ کا مشہور و معروف اور قدیمی چھاپہ خانہ

# اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

جس کے مالکان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ ابی و امی) کے دست مبارک سے کاپیاں اور پروف لیکر چھاپنے نیز سلسلہ کے اکثر کتب کے چھاپنے کا فخر حاصل ہے اور جنہیں سلسلہ کے جملہ رسائل و اخبارات مثلاً

**الحکم۔ بدر۔ الفضل۔ تشحیذ الاذہان۔ ریویو آف ریلیجنز (اردو)**

**نور۔ فاروق۔ مصباح۔ تعلیم الدین** وغیرہ۔ اور **قرآن شریف** بطرز یسرنا القرآن معرا و مترجم۔ قاعدہ یسرنا القرآن پارہ جات چھاپنے کا فخر حاصل ہے۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آجکل جبکہ غیر احمدی پریس احمدی لٹریچر چھاپنے سے تامل اور انکار کرتے ہیں احباب اپنے اس دیرینہ خادم اور سلسلہ کے قدیمی مطبع

## اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کو یاد رکھیں جس میں کتابت۔ طباعت۔ بک بائنڈنگ وعدہ پر عمدہ اور بارعایت کیجاتی ہے نیز مارکیٹ کے نرخوں پر ہر قسم کا کاغذ بھی مہیا کیا جاتا ہے۔

پتہ: **مینیجر اللہ بخش سٹیم پریس قادیان**

نوٹ: کسی دوسری جگہ سے کام کروانے سے پیشتر ہمارے اور دوسروں کے ریٹوں کا مقابلہ فرمالیں۔

(مصنفہ: حضرت منشی محمد اسمٰعیل صاحب قادیان)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔